

سے پہلے ہی پلٹ آتے ہیں۔

بتانا یہ چاہتے ہیں کہ کسی بیش بہا اور محبوب شے کے لیے سعی و کوشش میں جو لطف ہے، وہ اس شے تک پہنچ کر باقی نہیں رہتا، کیونکہ ایک حد تک شوق کی تسکین ہو جاتی ہے۔ میرزا اس تسکین کے روادار نہیں ہو سکتے، راستے ہی میں گھومتے رہیں گے۔ اسی میں انہیں وہ مزہ مل رہا ہے، جو وہاں پہنچ کر نہیں مل سکتا۔

۴۔ شرح : میرا محبوب جس بزم میں آتا ہے، لوگ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ لو بھٹی ! وہ آگیا، جو محفل کا ہنگامہ درہم برہم کر ڈالتا ہے۔ یعنی محبوب کی آمد پر بزم کا کوئی آدمی اپنی طبعی حالت میں نہیں رہتا۔ اُس پر اضطراب و بیتابی کی کوئی نہ کوئی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ جمی ہوئی محفل تہ و بالا ہو جائے۔

۵۔ شرح : اے دوست ! ہمارے آنکھیں تو مدت سے خون کے دریا بہا رہی ہیں، لیکن آج معاملہ زیادہ نازک صورت اختیار کر گیا، کیونکہ دل کے بھی کئی ٹکڑے خون کے ساتھ بہ کر باہر نکل آئے۔

۶۔ شرح : اے محبوب ! نہ خیر تیرے سامنے آنے کی تاب لا سکتی ہے، نہ پرہی، حالانکہ حُسن میں انہیں عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ شاید تیرا عکس ہی تیرے مقابل آ سکتا ہے۔

کوئی شخص آئینہ دیکھے گا تو عکس لازماً اس کے سامنے آئے گا۔ اس سے کسی بھی صورت مضر نہیں۔ میرزا کہتے ہیں کہ محبوب کا عکس ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس پورے کائنات میں اور کوئی نہیں، جو سامنے آنے کا حوصلہ کر سکے۔

۷۔ شرح : اے غالب ! اب ہم دہلی کی طرف روانہ ہونے والے ہیں اور حضرت نواب یعنی کلب علی خاں سے جن کا تخلص بھی نواب تھا و داعی ملاقات بھی کر آئے۔